فقہ المسائل

فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے تو سنتیں ادا کرنا

مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سوال: میرے ایک دوست نے جو اپنے آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں، ایک دن مجھے کہا: آپ لوگ جو فجر کی جماعت کھڑی ہونے کے وقت سنتیں ادا کرنے لگتے ہو یہ حدیث کے خلاف ہے، کیونکہ حدیث میں آتا ہے: اذا اقیمت الصلاۃ فلا صلاۃ الا المکتوبۃ (جب اقامت ہو جائے تو فرض کے علاوہ کوئی صلاۃ جائز نہیں)۔ نیز اس نے یہ بھی کہا: اس حدیث کے آخر میں "الا رکعتی الفجر" کا جھوٹا اضافہ کر کے آپ لوگ فجر کی سنتوں کو مستثنیٰ قرار دیتے ہو جو محض ضد و تعصب کا نتیجہ ہے۔ اقامت کے بعد اور تکبیر تحریمہ کے بعد مسجد میں جلدی جلدی ٹکریں مارنے کا قطعاً کوئی جواز نہیں، جھوٹے اضافہ پر ضد چھوڑیں اور صحیح حدیث پر عمل کریں۔

براہِ کرم اس مسئلہ کو واضح فرمائیں۔

السائل

محمد سعود میمن

کلفٹن۔ کراچی

جواب: حامداً و مصلیاً

اہل السنۃ والجماعۃ احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اطمینان ہے کہ وہ سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت کی دوسری رکعت (بلکہ تشہد میں) مل جائے گا تو

اسے چاہیے کہ کسی الگ جگہ مثلاً مسجد سے باہر، مسجد کے صحن میں، کسی ستون وغیرہ کی اوٹ میں، جماعت کی جگہ سے ہٹ کر پہلے سنتیں ادا کرے پھر جماعت میں شریک ہو جائے۔ ہاں اگر یہ خیال ہو کہ سنتیں پڑھنے کی صورت میں جماعت فوت ہو جائے گی تو سنتیں نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شریک ہو جائے۔[رد المحتار مع الدر المختار:ج2: ص56، 57 وغیرہ]

دلائل:

اس مسئلہ میں دو جہتیں ہیں:

جہت نمبر 1: احادیث مبارکہ میں تمام سنتوں میں سب سے زیادہ تاکید فجر کی سنتوں کی وارد ہوئی ہے۔ مثلاً

1: عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تُعَاهُدًا مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

[صحیح البخاری ج1 ص156باب تعاهد رکعتی الفجر،صحیح مسلم ج1ص251 باب استحباب رکعتی ا لفجر والحث علیها]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل [جو فرضوں سے زائد ہوتی ہیں، مراد سنن ہیں] کی اتنی زیادہ پابندی نہیں فرماتے تھے جتنی فجر کی دو رکعتوں کی کرتے تھے۔

2: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تَدَعُوْهُمَا وَإِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ۔

[سنن ابی داؤد ج1 ص186 باب فی تخفیفهما،شرح معانی الآثار ج1 ص209باب القرأۃ فی رکعتی الفجر]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ فجر کی دو سنتوں کو نہ چھوڑو خواہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔

یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔[اعلاء السنن ج7 ص105]

جہت نمبر2: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز کی بھی بہت تاکید فرمائی ہے۔ نیز حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جب جماعت ہو رہی ہو تو اس میں شرکت کی جائے۔

اب ایک شخص ایسے وقت میں آیا کہ فجر کی جماعت کھڑی ہے اور اس نے سنتیں بھی ادا نہیں کیں، تو احناف کا مذکورہ موقف ایسا مستقیم ہے کہ اس سے دونوں فضیلتیں جمع ہو جاتی ہیں یعنی فجر کی سنتوں کا جو تاکیدی حکم ہے اس پر بھی عمل ہو جاتا ہے اور جماعت میں شمولیت کے حکم کی بھی تعمیل ہو جاتی ہے۔ یہ موقف حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے عمل سے ثابت ہے۔

دلائل پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر1: عن عبد الله بن أبي موسى قال : جاء ابن مسعود والامام يصلي الصبح فصلى ركعتين إلى سارية ولم يكن صلى ركعتي الفجر.

(المعجم الکبیر: رقم الحدیث9385)

ترجمہ: عبداللہ بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ امام نماز پڑھا رہا تھا۔ تو آپ نے ستون کی اوٹ میں دو رکعتیں پڑھیں، آپ نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔

امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ورجالہ موثقون[اس کے راوی ثقہ ولائق اعتماد ہیں]

(مجمع الزوائد: رقم الحدیث2392)

دلیل نمبر2: مالك بن مغول قال سمعت نافعا يقول: أيقظت بن عمر رضي الله عنهما لصلاة الفجر وقد أقيمت الصلاة فقام فصلى الركعتين.

(سنن الطحاوی: رقم الحدیث2042)

ترجمہ: مالک بن مغول سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نافع سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو نماز فجر کے لیے اس وقت بیدار کیا جبکہ نماز کھڑی ہو چکی تھی، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پہلے دو رکعت سنت ادا فرمائی۔

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص202)

تنبیہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما باوجود اقامتِ نماز ہو جانے کے سنتیں ادا فرما رہے ہیں۔

دلیل نمبر3: عن أبي عثمان الأنصاري قال: جاء عبد الله بن عباس والإمام في صلاة الغداة ولم يكن صلى الركعتين فصلى عبد الله بن عباس رضي الله عنهما الركعتين خلف الإمام ثم دخل معهم۔(سنن الطحاوی: رقم الحدیث2040)

ترجمہ: ابو عثمان انصاری فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا۔ آپ نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ پس آپ نے امام کے پیچھے [جماعت سے ہٹ کر] یہ دو رکعتیں ادا کیں، پھر ان کے ساتھ جماعت میں شریک ہو گئے۔

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص204، اعلاء السنن ج7 ص100)

دلیل نمبر4: عن محمد بن كعب قال: خرج عبد الله بن عمر رضي الله عنهما من بيته فأقيمت صلاة الصبح فركع ركعتين قبل أن يدخل المسجد وهو في الطريق ثم دخل المسجد فصلى الصبح مع الناس۔(سنن الطحاوی: رقم 2041)

ترجمہ: محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر سے نکلے، صبح کی نماز ادا ہو رہی تھی۔ آپ نے مسجد داخل میں ہونے سے پہلے راستہ ہی میں

دو رکعت سنت ادا کی۔ پھر مسجد میں داخل ہوئے اور لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔

امام محدث ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسنادہ حسن (اعلاء السنن ج7 ص102)

دلیل نمبر 5: عن زيد بن أسلم عن بن عمر رضي الله عنهما : أنه جاء والإمام يصلي الصبح ولم يكن صلى الركعتين قبل صلاة الصبح فصلاهما في حجرة حفصة رضي الله عنها ثم إنه صلى مع الإمام (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2043)

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا، آپ نے صبح کی دو سنتیں ادا نہیں کی تھیں، تو آپ نے یہ دو رکعتیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے گھر ادا کیں پھر امام کے ساتھ جماعت میں آ ملے۔

تنبیہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کا گھر ان دنوں مسجد میں داخل تھا۔
(اعلاء السنن ج7 ص102، 103)

اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔ (اعلاء السنن ج7 ص102)

دلیل نمبر 6: عن أبي الدرداء : أنه كان يدخل المسجد والناس صفوف في صلاة الفجر فيصلي الركعتين في ناحية المسجد ثم يدخل مع القوم في الصلاة (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2044)

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ مسجد میں آتے اور لوگ نماز فجر کی جماعت کی صف میں ہوتے تو یہ مسجد کے کسی گوشہ میں سنتِ فجر پڑھ کر لوگوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔

اسنادہ حسن (آثار السنن ص203، اعلاء السنن ج7 ص103)

مصنف عبد الرزاق میں یہ الفاظ ہیں: عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ: نَعَمْ، وَاللهِ لَئِنْ دَخَلْتُ وَالنَّاسُ فِی الصَّلٰوۃِ لَاَعْمَدَنَّ اِلٰی سَارِیَۃٍ مِنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ لَاَرْکَعَنَّھُمَا ثُمَّ لَاُکَمِّلَنَّھُمَا ثُمَّ لَا اَعْجَلُ عَنْ اَکْمَالِھِمَا ثُمَّ اَمْشِیْ اِلَی النَّاسِ فَاُصَلِّیْ مَعَ النَّاسِ الصُّبْحَ۔ [مصنف عبد الرزاق ج2 ص294 ، رقم 4033]

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہاں اللہ کی قسم! اگر میں ایسے وقت میں (مسجد میں) داخل ہوں جبکہ لوگ جماعت میں ہوں تو میں مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے پیچھے جا کر فجر کی سنتوں کی دو رکعتیں ادا کرونگا، ان کو کامل طریقہ سے ادا کروں گا اور ان کو کامل کرنے میں جلدی نہ کروں گا۔ پھر جا کر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاؤں گا۔

دلیل نمبر 7: عَنْ حَارِثَۃَ بْنِ مُضَرِّبٍ ؛ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ وَأَبَا مُوسَی خَرَجَا مِنْ عِنْدِ سَعِیدِ بْنِ الْعَاصِ، فَأُقِیمَتِ الصَّلاَۃُ، فَرَکَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَکْعَتَیْنِ، ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِی الصَّلاَۃِ، وَأَمَّا أَبُو مُوسَی فَدَخَلَ فِی الصَّفِّ.(مصنف ابن ابی شیبۃ:رقم6476)

ترجمہ: حارثہ بن مضرب کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہما حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں ادا کیں اور نماز میں لوگوں کے ساتھ آ ملے جبکہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ دو رکعتیں پڑھے بغیر آ ملے۔ اسنادہ صحیح (آثار السنن ص203، اعلاء السنن ج7 ص104)

وفیہ ایضاً فی طریق اخری: فجلس عبد اللہ الی أسطوانۃ من المسجد فصلی الرکعتین ثم دخل فی الصلاۃ۔

(سنن الطحاوی: رقم الحدیث2037،مصنف عبد الرزاق: رقم الحدیث 4034)

ایک طریق میں ہے: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک ستون کی اوٹ میں بیٹھ گئے، دو رکعتیں ادا کیں، پھر نماز میں شامل ہو گئے۔

دلیل نمبر 8: عن أبي عثمان النهدي قال : كنا نأتي عمر بن الخطاب رضي الله عنه قبل أن نصلي ركعتين قبل الصبح وهو في الصلاة فنصلي ركعتين في آخر المسجد ثم ندخل مع القوم في صلاتهم (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2046)

ترجمہ: ابو عثمان النہدی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے جبکہ آپ نماز پڑھا رہے ہوتے تھے اور ہم نے نماز فجر سے پہلے سنتیں ادا نہ کی ہوتی تھیں، تو ہم پہلے مسجد کے کسی کونہ میں سنتیں ادا کرتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شریک ہو جاتے تھے۔

اسنادہ حسن (آثار السنن ص204، اعلاء السنن ج7 ص104)

تنبیہ: اس روایت میں "کنا نأتی" جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ عہدِ فاروقی میں یہ صورت کثرت سے پیش آتی تھی اور بہت سے حضرات کا عمل اس کے مطابق تھا۔
(نمازِ مدلل از مولانا فیض احمد الملتانی ص208)

دلیل نمبر 9: عن الشعبي يقول : كان مسروق يجيء الى القوم وهم في الصلاة ولم يكن ركع ركعتي الفجر فيصلي ركعتين في المسجد ثم يدخل مع القوم في صلاتهم (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2048)

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام مسروق (مسجد میں) تشریف لاتے جبکہ لوگ نماز ادا کر رہے ہوتے اور آپ نے صبح کی سنتیں ادا نہ کی ہوتیں تو آپ پہلے دو رکعتیں مسجد میں ادا کرتے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے۔

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص203، اعلاء السنن ج7 ص105)

دلیل نمبر10: **عن یزید بن إبراهیم عن الحسن : أنه کان یقول إذا دخلت المسجد ولم تصل رکعتی الفجر فصلهما وان کان الإمام یصلی ثم ادخل مع الإمام** (سنن الطحاوی: رقم الحدیث2050)

ترجمہ: یزید بن ابراہیم سے روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم مسجد میں ایسے وقت میں داخل ہو کہ امام نماز میں ہو اور تم نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو پہلے سنتیں پڑھو، پھر امام کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص204)

و فی لفظ له: عن یونس قال : کان الحسن یقول یصلیهما فی ناحیة المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلاتهم (سنن الطحاوی: رقم الحدیث2051)

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص205، اعلاء السنن ج7 ص105)

ترجمہ: ایک روایت میں یوں ہے: حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ شخص (جس نے ابھی سنتِ فجر ادا نہیں کی) ان دو رکعتوں کو مسجد کے کسی کونہ میں پڑھے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے۔

دلیل نمبر11: **عن الحارث عن علی قال : کان النبی صلی الله علیه و سلم یصلی الرکعتین عند الإقامة** (سنن ابن ماجۃ:رقم الحدیث 1147)

قال الامام المحدث العثمانی: و فیه الحارث ضعفه بعضهم و و ثقه آخرون وهو حسن الحدیث (اعلاء السنن ج7 ص105)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی اقامت کے وقت دو رکعتیں ادا فرماتے تھے۔

تنبیہ: اس میں جواز موجود ہے کہ اقامت کے وقت امام دو رکعتیں ادا کر سکتا ہے، تو

مندرجہ بالا آثارِ صحابہ و تابعین اور حدیث ”لَا تَدَعُوْهُمَا وَاِنْ طَرَدَتْكُمُ الْخَيْلُ“ کی وجہ سے مقتدی کے لیے بھی ان دو رکعتوں کا جواز ثابت ہوتا ہے جبکہ صفوفِ جماعت میں مخالطہ نہ ہو۔(اعلاء السنن ج7 ص105)

خلاصہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہم، ابو عثمان النہدی، امام مسروق، امام حسن بصری رحمہم اللہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں آنے والے شخص نے اگر سنتیں ادا نہیں کیں تو مسجد سے باہر، مسجد کے صحن میں، کسی ستون وغیرہ کی اوٹ میں، جماعت کی جگہ سے ہٹ کر پہلے سنتیں ادا کرے پھر جماعت میں شریک ہو جائے اور یہی احناف کا موقف ہے۔

ان آثار کو ملاحظہ کرنے کے بعد اُن صاحب کو غور فرمانا چاہیے کہ یہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کیا کسی جھوٹے اضافے پر عامل تھے؟ بقول آپ کے: ”اقامت کے بعد اور تکبیر تحریمہ کے بعد مسجد میں جلدی جلدی ٹکریں مارنے کا قطعاً کوئی جواز نہیں“ تو کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ [معاذ اللہ] ایک بے جواز عمل پر عامل رہے؟ ہوش کے ناخن لیجیے اور ان عظیم ہستیوں سے متعلق اپنی رائے درست کیجیے۔ یقیناً توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

موصوف کے شبہ کا جائزہ:

موصوف نے شبہ یہ ظاہر کیا کہ حدیث ”اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ“ کے آخر میں ”الا رکعتی الفجر“ کا جھوٹا اضافہ کر کے آپ لوگ فجر کی سنتوں کو مستثنیٰ قرار دیتے ہو۔

جواب نمبر 1: اللہ تعالیٰ موصوف کو فہم نصیب فرمائے۔ اہل السنۃ والجماعۃ احناف کثراللہ سوادھم کا موقف اس روایت پر موقوف نہیں۔[خواہ مخواہ کی وکالت سے باز رہیں] بلکہ ان کا مستدل حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم، امام مسروق، امام حسن بصری، امام ابو عثمان نہدی وغیرہ کے آثار ہیں، جو سنداً صحیح / حسن ہیں۔[ماقبل میں گزر چکے ہیں]

رہا حدیث "اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ" کے آخر میں "الا رکعتی الفجر" کو جھوٹا اضافہ کہنا سو یہ بات بلا دلیل ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔ ممکن ہے کہ موصوف یہ کہہ دیں کہ اس حدیث کے دو روات حجاج بن نصیر اور عباد بن کثیر کے بارے میں امام بیہقی نے کلام کیا ہے۔

جواب یہ ہے کہ

پہلا راوی: حجاج بن نصیر

1: آپ سنن ترمذی کے راوی ہے۔

2: امام ابن معین ان کے بارے میں فرماتے ہیں: کان شیخا صدوق لکنھم اخذوا علیہ اشیاء فی احادیثہ شعبۃ۔ [آپ سچے شیخ تھے، البتہ ائمہ نے آپ کی ان احادیث پر گرفت کی ہے جو آپ نے امام شعبہ سے روایت کی ہیں]

3: ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا۔

4: امام ابن عدی اپنی کتاب "الکامل" میں ان کی وہ روایات جو شعبہ سے ہیں لائے ہیں جن پر محدثین نے گرفت کی ہے۔ یہ تین احادیث ہیں اور ان کی سند پر گرفت کی ہے نہ کہ متن میں۔ خود ابن عدی فرماتے ہیں: حجاج کی ان تین روایات کے علاوہ باقی

احادیث صالح ہیں۔

امام عجلی فرماتے ہیں: کان معروفا بالحدیث [آپ علم حدیث کے حوالے سے معروف شخصیت ہیں] (تہذیب التہذیب لابن حجر ج1ص672،671ملخصاً)

امام ابن عدی نے "الا رکعتی الفجر" کی حدیث ان تین احادیث میں ذکر نہیں کی۔ نیز حجاج بن نصیر یہ روایت شعبہ سے روایت نہیں کر رہے ہیں۔ پس بقول ابن عدی یہ صالح الحدیث ہیں(اعلاء السنن ج7ص110)

دوسرا راوی: عباد بن کثیر

یہ راوی مختلف فیہ ہے۔

1: امام ابن معین نے اس کی توثیق کی ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا: لیس بہ باس۔ [اس راوی میں کوئی حرج نہیں]

2: ابو بکر بن ابی شیبہ: یہ ثقہ تھے۔(تہذیب التہذیب لابن حجر ج 3ص372)

3: علی بن المدینی: عباد بن کثیر الرملی ثقہ تھے۔(المیزان للذہبی ج2ص336)

پس یہ روایت حسن ہے(اعلاء السنن ج7ص110)

خلاصہ یہ ہے کہ احناف کا موقف جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے عمل مبارکہ سے ثابت ہے جو یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو زیادہ جانتے تھے۔ لہذا موصوف کا اپنے آپ کو حدیث پر عمل پیرا اور دوسروں کو مخالفِ حدیث کہنا جہالت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وساوس سے بچا کر صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین